رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عما

قیمت فی پرچہ (۲ر)

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد (۳) | ۲ر تیر ۱۳۵۲ف | ۳ر جمادی الاول ۱۳۶۱ھ | ۸ر مئی ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۴)

اشارات

وسطی افریقہ کی ایک ریاست کی حالت

از
(گھر کا بھیدی)

وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ ریاستوں میں چند اشخاص کی چند یا اپنے پر حکومتوں کے مسلک کا تعین ہوا کرتا تھا۔ اب اکثر ریاستوں میں قانون کی حکومت رائج ہو گئی ہے اور وزرائے حکومت ایک مجلس میں بیٹھ کر اہم امور کا تصفیہ کرتے ہیں۔ بعض ریاستوں میں مجالس مقننہ بھی ہیں اور شہریوں کو بڑی حقوق بھی مل چکے ہیں۔

یہاں ہم آپ کو ایک ایسی ریاست کا حال سناتے ہیں جہاں قانون کی حکومت رائج ہے، وزراء کی مجلس ہے، مقننہ ہے، رائے عامہ ہے، متعدد پبلک ادارے اور اخبارات بھی ہیں۔ غرض وہ تمام وسائل اور لوازم موجود ہیں جو ایک ترقی پذیر حکومت کی نشانیاں سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ریاست جو وسطی افریقہ میں واقع ہے بلحاظ رقبہ، آمدنی اور آبادی ایک نہایت ترقی یافتہ سیاسی و معاشی وحدت بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس ریاست کا بادشاہ (وسطی افریقہ میں اس کو سردار کہتے ہیں) نہایت روشن خیال، ذی علم، وسیع النظر، بہت اور رعایا نواز ہے۔ مجلس وزراء اور مقننہ میں سوائے چند مستثنیات کے کارکن اور دیانت دار افراد ہیں۔ رعایا میں کافی شعور پیدا ہو چکا ہے۔ غرض یہ ایسی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ رعایا شاد اور ملک آباد رہے گا لیکن بدقسمتی سے حالات ایسے خوشگوار نہیں ہیں۔

جو لوگ حال ہی میں اس علاقہ کا سفر کر کے واپس ہوئے ہیں اُن کا بیان ہے کہ بیشتر خرابیوں کا باعث وہاں کا ایک عہدہ دار ہے اور اس ایک عہدہ دار کا وجود بادشاہ کے نیک عزائم اور حکومت کے خیر خواہانہ مساعی نیز پبلک کے بیدار شعور کو نتیجہ خیز ہونے نہیں دیتا۔ یہ عہدہ دار جنوبی افریقہ کا رہنے والا ہے جس نے وسطی افریقہ کی ریاست میں کچھ ایسے اثرات قائم کرلئے ہیں کہ اس کی خود غرضانہ استبدادیت کے مقابلے میں رعایا بیبس، حکومت انگشت بدنداں اور حکمران بے خبر ہے۔ علم و فضل کے اعتبار سے اس شخص کو موجودہ دور میں کوئی درجہ نہیں دیا جا سکتا لیکن توڑ جوڑ، چال بازی اور کاربرآری میں یہ اپنے میدان کا شہسوار ہے۔

سنتے ہیں کہ اس عہدہ دار نے اپنے موجودہ عہدہ پر فائز ہونے کے بعد اس قدر دولت کمائی ہے کہ اس کی سات پشتوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ شمالی و وسطی جنوبی افریقہ، شمال مشرقی افریقہ، شمال مغربی افریقہ اور ساحلی افریقہ غرض افریقہ کا کوئی زرخیز اور تجارتی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں اس فرد فرید کی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کسی نہ کسی صورت میں موجود نہ ہو۔

اس عہدہ دار کا عمل یہ سنا جاتا ہے کہ جو شخص اس کی غلامی اور خوشامد کرے اور اس کی فرمائشات کی تکمیل کرے اس کا یہ مربی اور محسن بن جاتا ہے اور جو شخص ایسا نہ کرے اس کا مخالف ہو جاتا ہے خواہ اول الذکر شخص کتنا ہی بُرا اور آخر الذکر کتنا ہی قابل اور مستحق امداد کیوں نہ ہو۔

بادشاہ وقت یعنی اس ریاست کے سردار کو اس نے غلط فہمی میں رکھا ہے۔ اس کی بدعنوانیوں کو ناواقف عوام بادشاہ سے منسوب کر کے بلاوجہ غلط نتائج اخذ کرتے ہیں۔

وزرائے ریاست کو اس نے یہ دھوکا دے رکھا ہے کہ بادشاہ اُن سے ناخوش ہے اگر وہ وقتاً فوقتاً بیچ بچاؤ نہ کرے تو کوئی وزیر برسر خدمت نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ کو وہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ وزراء سرکش ہیں جنہیں صحیح حدود میں رکھنے کے لئے خود اس کا وجود نہایت اہم ہے۔

فرانسیسی حکومت سے اس ریاست کے دوستانہ تعلقات چلے آرہے ہیں۔ یہ عہدہ دار فرانسیسیوں کو باور کراتا ہے کہ ریاست کے سردار کا رویہ اگر دوستانہ ہے تو اس کا باعث خود یہ عہدہ دار ہے۔ رعایا کے نمائندوں کو وہ باور کراتا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو جو کچھ بھی مراعات انہیں ملتے ہیں وہ نہ مل سکتے۔ چھوٹے بڑے لیڈروں سے اس عہدہ دار کے گہرے تعلقات ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ لیڈروں کی تنقید کی زد سے محفوظ ہے، اور سنا جاتا ہے کہ وہ آڑے وقت پر لیڈروں کی مدد بھی کرتا ہے۔ غرض اس عجیب و غریب شخصیت کا وجود نہ صرف مانع ترقی اور باعث تردد ہے بلکہ بیشتر بدعنوانیوں کا ماخذ اور منبع ہے۔ اس عہدہ دار کے چند مخصوص کارنامے ہیں جن کا ذکر کسی اور افسانہ کا موضوع بن سکتا ہے۔

یہ قصہ ہم نے ایک ادیب صاحب سے سنا جو مشہور افسانہ نویس ہیں اور جو اپنے افسانے ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنے والے ہیں۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۲ رتیر ۱۳۵۲ف | نمبر ۴

سرمایہ لگانے والی پبلک کے حقوق

حکومت، اخبارات، اور قائدین کے فرائض

آئے دن حیدرآباد میں جدید کمپنیوں کی رجسٹری بڑی سرعت کے ساتھ عمل میں آرہی ہے۔ گزشتہ ہفتہ "حیدرآباد انوسٹ منٹ سنڈیکیٹ لمیٹیڈ" کے نام سے ایک جدید کمپنی پچاس لاکھ کے سرمایہ سے قائم ہوئی ہے۔ اس کمپنی کی مجلس انتظامی کی فہرست میں بمبئی اور کلکتہ کے چند مشہور کروڑپتی بھی شامل ہیں۔

کمپنی کا اہم مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ وہ حصص کی خرید و فروخت کا کاروبار کرے گی اور کفالت نامہ جات، جواہرات اور جائداد غیر منقولہ پر قرضہ دے گی۔ سنڈیکیٹ کا سرمایہ جو اقسام کے حصص، ڈبنچرز، اور مختلف کمپنیوں کے حصص پر مشتمل ہوگا۔

ہمیں اس کمپنی یا اس کے نظماء کے متعلق کچھ کہنا نہیں ہے البتہ حکومت سے ہمیں کچھ عرض کرنا ہے جس نے اس کمپنی کے قیام کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حصص کی خرید و فروخت کا کاروبار تھوڑی سی افراط و تفریط کے بعد سٹہ بازی کی حد تک پہونچ سکتا ہے جس کے خلاف خود حکومت نے بیزار رجحان ظاہر کردیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کمپنی سے قطع نظر بیرون حیدرآباد کے بڑے سرمایہ داروں کو اس امر کا موقع دینا کہ اس قسم کے کاروبار کے ذریعہ حیدرآباد کے اہم ترین وسائل صنعت پر قابض و متصرف ہوجائیں کافی غور اور تامل کا محتاج ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس کمپنی کے مینیجنگ ایجنٹس کو صرف پچاس ہزار کے حصص پر (۲½) فی صد کمیشن اور جو فروخت شدہ حصص کی قیمت پر ایک فی صد والی دی جائے گی بلکہ ان کے وظائف یا منتشن ایجنٹ کو تیس سالہ مدت کے لئے (۱۵) سو روپے ماہانہ اور سالانہ خالص منافع پر (۱۵) فی صد کمیشن دیا جائے گا۔ جب مینیجنگ ایجنٹس کے ساتھ ایسی فیاضی برتی جارہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حصہ داروں کا کیا حشر ہوگا؟ یہاں ہم کمپنی یا اس کے نظماء یا مینیجنگ ایجنٹس پر کوئی اعتراض کرنا نہیں چاہتے۔ یہ معاملہ ان کی دید و صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر کمپنی چاہتی ہے کہ مینیجنگ ایجنٹس کو کل منافع بھی دیدے تو ہمیں اعتراض کا کیا موقع ہوسکتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت عام حصہ داروں اور سرمایہ لگانے والی پبلک کے حقوق اور مفاد کی محافظ ہے یا نہیں؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کمپنی کی رجسٹری کے وقت حکومت نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ سرمایہ لگانے والوں اور عام حصہ داروں کے جائز منافع کا کس طرح تحفظ کیا گیا ہے؟

چوتھی بات ہمیں یہ عرض کرنی ہے کہ اس کمپنی کا نام چاہے کچھ ہو یہ کمپنی درحقیقت ایک بنک معلوم ہوتی ہے بلکہ سیدھی سادی بنک کی حیثیت سے اس کمپنی کی رجسٹری کی جاتی تو زیادہ صحیح ہوتا۔

یہ چند امور ہم محکمہ جات صنعت و حرفت اور فینانس کے غور کے لئے پیش کر رہے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ حیدرآباد کی پبلک کی جو حصص بازی اور حصص کی خرید و فروخت کے نئے کاروبار سے ہنوز ناآشنا ہے صحیح رہنمائی کی جائے گی۔ اخبارات اور پبلک لیڈروں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر جدید کمپنی کو عام تجارتی اصول پر جانچ کر ناواقف پبلک کی رہنمائی کریں کہ آیا ایسی کمپنیوں میں سرمایہ لگانا محفوظ ہے یا نہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ صدہا متوسط اور ادنیٰ متوسط طبقے کے افراد اپنی چھوٹی موٹی پونجی کو کسی نہ کسی کمپنی میں لگا کر کف افسوس ملتے رہتے ہیں۔ صدہا حیدرآبادی ایسے ہیں جنہوں نے کسی مغالطہ کے تحت اپنے حصص کو ان کی اصلی قیمت پر فروخت کیا اور چند ہی روز کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ اگر وہ تھوڑا سا توقف کرتے تو انہیں کافی منافع حاصل ہوتا۔ غرض ناواقف پبلک کی صحیح رہنمائی کرنا حکومت، اخبارات، اور رائے عامہ کے قائدین کا فرض ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ آنریبل مسٹر غلام محمد جو حیدرآباد وسنڈیکیٹ کے قیام کے محرک ہیں اس خصوص میں فوری توجہ فرمائیں گے۔

سرمایہ کی برآمد

ان کمپنیوں کے علاوہ جن کی رجسٹری حیدرآباد میں عمل میں آئی ہے حیدرآباد کے سرمایہ کی بیرون حیدرآباد بھی بڑی مانگ ہے۔ اور ہر کمپنی خواہ وہ برطانوی ہند میں قائم ہوئی ہو یا کسی ریاست میں اس امر کی ضرور کوشش کرتی ہے کہ حیدرآباد سے کچھ سرمایہ اپنے کاروبار کے لئے حاصل کرے۔ چنانچہ چند روز سے "پرجا پکچرس لمیٹیڈ" نامی ایک کمپنی کے حصص فروخت کرنے کی بڑی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس کمپنی کا کام فلم سازی ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے کہ فلمی ستاروں کا تصور بہت سارے خوش نشین افراد کو اس کمپنی میں سرمایہ لگانے کی جانب مائل کردے۔

یہاں ہم اس امر کا اظہار کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو صنعتی ترقی کو ملک کے معاشی پروگرام میں اولیت کا درجہ دیتے ہیں لیکن صنعتیں ایسی ہوں جو ضروریات زندگی کی تکمیل میں مدد دیں نہ کہ اس دور جدید کے بھٹکے ہوئے انسان کو شہوانیات کی بھول بھلیاں کی طرف لے جائیں۔ ہماری رائے میں فلم سازی اسی نوعیت کی ایک صنعت ہے۔ سینما بینی سے ملک کی اخلاقی اور معاشی حالت پر جو کاری ضرب لگی ہے اس سے ارباب بصیرت ناواقف نہیں ہیں۔ اس سے قطع نظر آج کل برطانوی ہند میں سرمایہ کی اتنی افراط ہے کہ ہر اچھی کمپنی خود اپنے صوبہ بلکہ شہر ہی میں حسب ضرورت سرمایہ جمع کرسکتی ہے۔ ایسی کمپنیوں کو اپنے شہرت باہر نظر دوڑانے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ہم "پرجا پکچرس لمیٹیڈ" کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ بمبئی میں کافی ساکھ کی مالک ہو اور غیر مستعد "حیدرآبادیوں" کو فلمی حصص کے مالک بنے کا اعزاز دینا چاہتی ہو۔ غرض جو بھی صورت ہو ہم اہل حیدرآباد کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے سرمایہ کو ایسی ملکی صنعتوں کے لئے محفوظ رکھیں جو فروغ زندگی کی تکمیل کے لئے رائج کی گئی ہوں۔

رعایا نوازی کی درخشاں مثال

اس بات کے جانچنے کے لئے کہ آیا کسی حکومت کو باشندگان ملک کے ساتھ حقیقی ہمدردی ہے یا نہیں بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ قحط میں اس حکومت کی روش رعایا کے ساتھ کیا رہتی ہے۔ ہم نے مختلف صوبہ جات اور ریاست ہائے ہند کی متعدد سرکاری رپورٹوں کا مطالعہ کیا ہے اور اس ادعا میں اپنے آپ کو حق بجانب محسوس کرتے ہیں کہ حکومت سرکار عالی تکلیف اور پریشانی کے زمانہ میں رعایائے آصفی کے ساتھ جو فیاضانہ برتاؤ کرتی

ہے وہ تقریباً مدیر الشان ہے۔ ہماری حکومت نے ایسے پریشان کن حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک قحط زدہ دستور العمل قائم کر رکھا ہے جس میں ہر سال پندرہ لاکھ روپے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ رقم جو قحط فنڈ کے نام سے جزو موازنہ ہے فی الوقت تین کروڑ سے متجاوز ہو گئی ہے۔

گزشتہ بارش کے موسم میں اضلاع گلبرگہ اور رائچور کے تقریباً ۱۰ مواضعات باران رحمت سے محروم رہے جس کی وجہ سے رعایا کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر مستزاد وہ ہولناک گرانی رہی جس کو غلطی سے جنگ کی پیداوار سمجھا جاتا ہے لیکن جو فی الحقیقت ساہوکاروں اور بیوپاریوں کی ہوس نفع اندوزی کی پیداوار ہے۔ ان حالات میں حکومت نے حسب عادت اور اپنی دیرینہ روایات کے مطابق ہر دو اضلاع میں تقریباً (۴۰) لاکھ کی خطیر رقم مالگزاری کی معافی اور التواء کا اعلان کیا۔ اس کے علاوہ باؤلیوں کی مرمت کے لئے (۴۵) ہزار تقسیم تقاوی کے لئے ایک لاکھ (۵۵) ہزار منظور کئے اور تقریباً (۲۷) امدادی کام بیس لاکھ کے صرفے سے آغاز کئے۔

ان کاموں پر جو مزدور مصروف کار ہیں ان کی جھونپڑیوں کے لئے دس ہزار روپے منظور کئے گئے۔ طبی امداد کے لئے دس ہزار ان کے چھوٹے بچوں کو مفت دودھ تقسیم کرنے کے لئے تین ہزار اور معذورین کی امداد کے لئے پانچ ہزار روپے منظور ہوئے۔ چارہ کی فراہمی کے لئے پچاس ہزار کی رقم اور سستی دکانوں کے لئے جوار کے پچاس ہزار تھیلیوں کا انتظام کیا گیا۔ کھیتوں کی درستی اور حد بندی کے لئے دو لاکھ (۹۳) ہزار روپے منظور ہوئے اور محکمہ جنگلات کو حکم دیا گیا کہ متاثرہ اضلاع میں جانوروں کو مفت چرائی کی اجازت دے دی جائے۔ امدادی کاموں پر فی الوقت (۷۰) ہزار مزدور روزانہ کام کر رہے ہیں۔ اور آغاز کار سے [illegible] تک تین [illegible] اشخاص کے لئے روزگار فراہم کیا گیا۔

حکومت کا یہ ایسا درخشاں کارنامہ ہے جو اُن معترضین کی زبان بندی کے لئے کافی ہے جو اس جھوٹے پروپگنڈے کے عادی ہو گئے ہیں کہ حکومت حیدرآباد کو رعایا سے کوئی دلچسپی نہیں۔

ایک مستند تردید

اشیائے مایحتاج کی گرانی غریب اور متوسط طبقہ کے لئے جس طرح ناقابل برداشت ہو گئی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ مگر درمیانی منافع گیروں کی ہوس نفع اندوزی میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔ ساہوکاروں اور بیوپاریوں کے نمائندے اپنی حرص و طمع پر پردہ ڈالنے کے لئے [illegible] لگائے جا رہے ہیں کہ ساہوکاروں نے اجناس کے ذخائر چھپا نہیں رکھے ہیں۔ ان کے اس بیان کی مستند تردید [illegible] صاحب اورنگ آباد کے اس خطبہ صدارت سے ہوتی ہے جو آپ نے ضلع کانفرنس اورنگ آباد میں ابھی حال میں پڑھا ہے۔ اس خطبہ میں صاحب موصوف نے فرمایا کہ:-

"گرانی حد کو پہونچ گئی ہے۔ تمام اشیاء کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ سے عوام اس درجہ ہراساں نہ ہوتے اگر ان کی روزانہ ضروریات زندگی جن میں غلہ اور پارچہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اس طرح گراں نہ ہو جاتیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ غلہ اور پارچہ کی یہ گرانی جنگ کی پیداوار ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی پیدا کردہ ہے جو ضرورت سے زیادہ نفع کی لالچ میں ہمدردی بنی نوع انسان کو فراموش کرکے غلہ اور پارچہ کو آئندہ نفع اندوزی کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ ربیع کی فصل توقعات سے زیادہ اچھی رہی۔ غلہ کی برآمد پر سرکار نے ایسی پابندیاں عائد کر دیں کہ قریب قریب برآمد مسدود ہو گئی۔ گزشتہ سالوں کے ذخائر بھی ختم نہیں ہوئے لیکن پھر بھی غلہ کی بازاروں میں حد سے زیادہ گرانی ہو گئی۔ سرکار اندرونی حالات سے ناواقف نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے بیوپاریوں کو اصلاح کا کافی سے زیادہ موقع دیا گیا کہ طلب و رسد میں واجبی نرخوں کے ذریعہ توازن پیدا کریں لیکن حالات بتلا رہے ہیں کہ مجبوراً سرکار کو کمرشیل کارپوریشن کے قیام کا انتظام کرنا پڑا تاکہ درمیانی اشخاص کی نفع اندوزی کو گھٹا کر مناسب قیمتوں پر غلہ اور پارچہ اپنی رعایا کے اس غریب طبقہ کو فراہم کرے جس میں اب زیادہ عرصہ تک بھوکے اور ننگے رہنے کی طاقت باقی نہیں رہی۔"

یہ ایک ایسے ذمہ دار کا بیان ہے جو اپنے صوبہ کے حالات سے کما حقہ واقف ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسے پبلک کارکن جو ساہوکاروں کی کسی نہ کسی طرح تائید کرتے رہتے ہیں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ساہوکار بھی گرانی کے ذمہ دار ہیں چنانچہ اس جلسہ میں جو [illegible] ہوٹل کے احاطہ میں چند روز قبل منعقد ہوا تھا ایک پبلک کارکن نے ساہوکاروں سے اپیل کی کہ جبریہ قوانین کے نفاذ سے قبل ہی وہ اجناس خوردنی کو بازار میں لا کر کم قیمت پر فروخت کریں۔ ہماری رائے میں ان درمیانی منافع گیروں سے نفع اندوزی ترک کرنے کی اپیل کرنا یا ان کو اپنی اصلاح کا مزید موقع دینا بے سود ہے۔ موجودہ حالات میں گرانی کا واحد علاج یہی نظر آتا ہے کہ حکومت ذخائر اجناس کو اپنے قبضہ میں لے کر عام رعایا تک پہونچانے کا انتظام کرے۔

کپڑے کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ
معیاری کپڑے کی آمد میں تاخیر

حیدرآباد ۲۹ خورداد۔ کپڑے کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ملک کا رعایا کے باشندگان کے لئے سخت تشویش و تردد کا باعث ہوا ہے اور یقیناً عوام کو اپنی جسم پوشی میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ غلہ کے ذخائر جمع کرنے اور اجناس خوردنی کی قلت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ناقابل برداشت ہیں۔ کیونکہ زرعی طبقہ کو بھی جو خود غلہ پیدا کرتا ہے اور اجناس خوردنی کی قلت سے زیادہ متاثر نہیں ہے کپڑے کی سخت احتیاج ہوتی ہے۔ اس خیال نے لوگوں میں امید و اطمینان کی ایک لہر دوڑا دی تھی کہ حکومت معیاری پارچہ کو تقسیم کے لئے جلد بازار میں لائے گی۔ اور یہ عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ کمرشیل کارپوریشن کے قیام سے یہ امیدیں بہت جلد پوری ہوتی نظر آئیں گی۔ لیکن بازار میں معیاری کپڑے کی آمد میں تاخیر کے باعث عوام سخت مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ ممالک محروسہ کی کپڑے کی [illegible] نے کچھ عرصہ ہوا حکومت کو پچاس ہزار گز معیاری کپڑا دیا گیا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حیدرآباد معیاری کپڑے کی رسدوں کے لئے کل ہند سکیم میں شریک ہے۔ لیکن یہ امر وضاحت طلب ہے کہ پچاس ہزار گز کپڑا جو حکومت کو براہ راست مل چکا ہے اب تک کیوں نہیں تقسیم کیا گیا۔ عوام یہ جاننے کے لئے مضطرب ہیں کہ آیا کپڑے کی تقسیم کے متعلق تمام [illegible] اب تک مکمل ہو جانے چاہئیں۔

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے عوام محسوس کرتے ہیں کہ معیاری کپڑے کے علاوہ دیگر اقسام کے کپڑے کی قیمتوں میں کمی ہونی چاہئے کیونکہ مالکان گرنی اور تاجرین دونوں [illegible] بغیر منافع کما رہے ہیں اور ان کی نفع اندوزی اسی طرح [illegible] جاری ہے۔

تجارتی حلقوں میں دریافت سے معلوم ہوا کہ مالکان گرنی جو نفع حاصل کر رہے ہیں وہ [illegible] زیادہ ہے [illegible] جس کا ثبوت ان کے کھاتوں سے فراہم ہو سکتا ہے۔ درمیانی اشخاص بھی کپڑے جس قیمت پر خریدتے ہیں اس کی دگنی قیمت پر فروخت کرتے ہیں [illegible] جو نفع اندوزی کی انتہائی صورت ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ [illegible] کپڑے کے ذخائر جمع کر رہے ہیں تاکہ کپڑے کی قیمت [illegible] عوام یہ توقع کر رہے ہیں کہ حکومت اس وقت پارچہ فروشی میں کسی نفع اندوزی کے انسداد کے لئے موثر قدم [illegible] خواہ یہ نفع اندوزی مالکان گرنی کی طرف سے ہو یا بیوپاریوں کی جانب سے [illegible]

مسکرات کے استعمال میں کمی

عہد عثمانی کی برکت

اعلیٰحضرت بندگان عالی کے تیس سالہ عہد حکومت میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں تاڑی اور دوسری منشی اشیاء کے استعمال میں جو کمی ہوئی ہے اس کی وضاحت حسب ذیل اعداد سے ہوتی ہے۔

منشیات	۱۳۱۹ ف	۱۳۴۹ ف
تاڑی	(۱۵) کروڑ سیر	(۱۱) کروڑ سیر
دیسی شراب	(۱۰) لاکھ گیلن	(۳) لاکھ گیلن
گانجہ	(۲۴۰۰۰) سیر	(۸۰۰۰) سیر
افیون	(۱۲۰۰۰) "	(۹۰۰۰) "

تاڑی کی دکانیں	۲۱۳۶۰	۵۵۵۴
دیسی شراب کی دکانیں	۱۰۴۴۷	۳۰۱۹
گانجہ کی دکانیں	۵۱۰	۷۱
افیون کی دکانیں	۱۲۰۹	۲۲۵

۱۳۴۹ف کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منشیات کے استعمال میں مزید کمی ہو گئی ہے۔ چنانچہ دیسی شراب کی دوکانوں کی تعداد کم ہو کر (۲۹۵۰) اور تاڑی کی دوکانوں کی تعداد (۵۲۰۰) رہ گئی ہے۔

شراب کی ناجائز کشید کے بارے میں محکمہ متعلقہ نے شدید تدبیریں اختیار کی ہیں۔ شراب کی یہ قسم صحت کے لئے اس شراب سے بھی زیادہ مضر ہے جو سرکاری کشید خانوں سے فراہم کی جاتی ہے۔ منشیات کے استعمال میں کمی کے باوجود قیمت کے اعداد میں جو سرعت ترکی ظاہر نہیں ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ سررشتہ آبکاری کی شدید نگرانی کے باعث ناجائز کشیدی دشوار ہو گئی ہے ۱۳۵۰ف میں (۱۰۰۰) روپے سارقوں کو گرفتار کرنے کے لئے خفیہ فنڈ کے طور پر ناظم صاحب آبکاری کے تفویض کئے گئے تھے۔ چنانچہ ناجائز طریقہ پر شراب بنانے کے ۱۰۰ واقعات کا پتہ چلا کر انہیں سزا دی گئی۔ اسی طرح افیون اور گانجہ سے متعلق ضوابط کی خلاف ورزی میں بھی (۲۲۴) مقدمات چلائے گئے۔ محکمہ مذکور کے (۲۶۴) ملازمین کو بددیانتی یا اپنے فرائض سے بے اعتنائی کے باعث سزا دی گئی سررشتہ آبکاری نے جو ترقی پسندانہ حکمت عملی اختیار کی ہے اس کی وجہ سے تاڑی شراب اور دوسری منشیات کے استعمال میں کافی کمی ہو گئی ہے۔ اس کی اور ایک بڑا سبب ترک مسکرات کا پروپیگنڈہ بھی ہے جو حکومت کی مالی امداد سے جاری ہے اور سررشتہ آبکاری کی آمدنی میں اضافہ بھی مقدار کھپت کم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوا ہے۔

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی قراردادیں

نفع خوروں پر تحدید عائد کی جائے

حیدرآباد، ۲۰ خورداد مجلس عاملہ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس بتاریخ ۲۰ خورداد ۱۳۵۲ف مطابق ۲۴ مئی ۱۹۴۳ء روز شنبہ بوقت (۶) ساعت شام مکان راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی منعقد ہوا جس میں حسب ذیل حضرات نے شرکت کی۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی، میر اکبر علی خان بارایٹ لا، مہاراجہ کشن پرشاد، نواب گیری راؤ، مسٹر آر نارائن ریڈی، مسٹر مرزا مقصود احمد خان، مسٹر میر حسن الدین، مسٹر جی، ایم خان، مسٹر سید محمود علی موسوی، مسٹر سری نواس لاہوتی، مسٹر راما چاری، مس پدماجا نائیڈو خرابی صحت کی بنا پر اور مسٹر ڈی بی زہیری لاتور کے دورہ پر تشریف لے جانے کی وجہ سے جلسہ میں شرکت نہ کر سکے۔

مجلس عاملہ نے انجمن کے آئندہ لائحہ عمل پر غور کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی جو مسٹر میر حسن الدین، مسٹر جی، ایم خان، مسٹر عسکری جعفری، مسٹر آر نارائن ریڈی، مسٹر سید محمود علی موسوی، مسٹر سری نواس لاہوتی پر مشتمل ہوگی۔ مشورہ کی خاطر ڈاکٹر افسر اقبال قریشی اور پروفیسر کیشوا اینگار کو بھی ذیلی کمیٹی میں شریک کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ذیلی کمیٹی کا اجلاس مس پدماجا نائیڈو کی قیامگاہ پر منعقد ہوگا۔

مجلس عاملہ نے حسب ذیل دو قراردادیں بہ اتفاق آراء منظور کیں۔

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی مجلس عاملہ کا اجلاس حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ اجناس خوردنی کی برآمد میں حکام کو اختیار رکھنے کی ہدایت فرمائے اور برآمد کرنے سے قبل ان اضلاع اور مقامات کی تخصیص کر دے جہاں غلہ کی پیداوار فاضل ہو۔ تاکہ سال گذشتہ کے تجربات دہرائے نہ جائیں۔ عاملہ کی یہ غور کردہ رائے ہے کہ اس وقت تک دالوں کی جو برآمد ہوئی ہے ان کی مقدار اس قدر زائد ہے کہ مزید برآمد خصوصاً "تور" کی برآمد جو ملک کی عام غذا ہے قطعاً مسدود کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ محسوس کرتا ہے کہ اس زمانہ میں اجناس خوردنی کے استعمال میں زیادہ سے زیادہ احتیاط برتنا ضروری ہے لیکن ملک میں ضیافتیں اور تقاریب اس کثرت سے ہوتی ہیں ان کی وجہ سے اجناس خوردنی کا غیر معمولی ایک طرف اجناس کی قیمتوں پر اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف اجناس کی قلت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا مجلس عاملہ کا یہ جلسہ سرکار عالی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ کسی ضیافت میں (۵۰) سے زیادہ اشخاص کو مدعو کرنا قانوناً ممنوع قرار دے۔

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے خزانچی مسٹر نگر ناتھ جی بکرنے (۲۵۰) روپے، راجہ کشن پرشاد گیری راؤ نے (۱۰۰) روپے، راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی نے اور مسٹر میر اکبر علی خان بارایٹ لا نے (۵۰) روپے کے نقد عطیے دیئے ہیں۔ جن کے لئے انجمن اصحاب ممدوحہ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ (ا، ی، پ)

حاضری مدعی علیہم بحریہ محکمہ عدالت دیوانی صلعی تعلقہ بالونچہ ضلع ورنگل واقع ۲۰ خورداد

نمبر مقدمہ ۳۲ بابتہ ۱۳۵۲ف باجلاس مولوی محمد حسن الدین صاحب ایم اے ایل ایل بی منصف تعلقہ بالونچہ

تیرالا مونہ سیکرراؤ ولد کچیا قوم بقال عمر ۳۰ سال پیشہ تجارت ساکن بالونچہ حال مقام کتہ گوڑہ تعلقہ یلندو مدعی

بنام

امرم سیو لنگیا ولد بسویا قوم تنگہ عمر ۴۰ سال پیشہ تجارت ساکن سکندرآباد محلہ پان بازار تعلقہ سکندرآباد۔

امرم بادبوراؤ ولد سیو لنگیا قوم تنگہ عمر ۳۰ سال پیشہ تجارت ساکن سکندرآباد محلہ پان بازار تعلقہ سکندرآباد۔

امرم کب ارجن راؤ ولد سیو لنگیا قوم تنگہ عمر ۲۵ سال پیشہ کمشن ایجنسی ساکن کتہ گوڑہ تعلقہ یلندو۔

امرم سوبیا ولد سیو لنگیا قوم تنگہ عمر ۲۰ سال پیشہ کمشن ایجنسی ساکن کتہ گوڑہ تعلقہ یلندو۔

امرم بسویا ولد سیو لنگیا قوم تنگہ عمر ۲۵ سال پیشہ ڈاکٹری ساکن کتہ گوڑہ بتوسط ڈاکٹر تنسیل صاحب سیول سرجن کوتہ گوڑہ

دعوےٰ

زر نقد مبلغ (۱۶۶۲) سکہ عثمانیہ

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے۔ لیکن تم سمن کی تعمیل سے گریز کر رہے ہو حسب استدعا وکیل صاحب مدعی ذریعہ اشتہار ہذا تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تم اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۳ امرداد ۱۳۵۲ف روز چہارشنبہ بوقت ۱ ساعت دن عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ مذکور میں پیروی و جوابدہی کرو ورنہ بصورت غیر حاضری تمہارے متعلق ضابطہ کارروائی ہوگی پھر تمہارا عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ خورداد ۱۳۵۲ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط منصف دار سر دستخط منظم عدالت

بینک کاری سے متعلق دستور العمل کا نفاذ

بقیہ سلسلہ صفحہ ۹

زیر انتظام آزمودہ اور صحت اصولوں کے مطابق محتاط و سچی بینکاری کی حمایت کی جائے۔ حیدرآباد سینٹ بینک اپنے مسلک کے ایک جزو کے طور پر اس کا اعادہ کرتے گا کہ بینکاری کے لئے اداروں کی ان کی ابتدائی منزلوں میں رہبری اور مدد کرے تاکہ ملک میں بینکاری کا ایک مضبوط نظام تعمیر ہو سکے اور بینکوں کو ان خطرات سے محفوظ رکھا جائے جن کا آج وہ بعض مقامات پر اور

دکن کی سرزمین

نشری تقریر جناب مولوی عبدالرحمن خاں صاحب سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ

دکن سے مراد عموماً ہند کا وہ حصہ ہے جو بندھیاچل کے جنوب میں واقع ہے۔ اس میں مجوزہ تنظیم حالیہ مدراس اور بمبئی پریزیڈنسی کے وسیع علاقے اور سلطنت حیدرآباد اور ریاستہائے میسور، ٹراونکور و کوچین وغیرہ داخل ہیں۔ اقلیم ہند کے اس جنوبی حصہ کی شکل ایک مثلث کی سی ہے جس کا سرا راس کماری پر ختم ہے۔ سمندر کے دونوں بازو ساحل سے کسی قدر ہٹ کر کم بلندی کی پہاڑیاں ہیں جو مشرقی و مغربی گھاٹ کہلاتی ہیں۔ ان کے علاوہ سرزمین کے وسطی حصہ میں بھی چند ایک سربرآوردہ پہاڑیاں ہیں (جیسے نیلگری، اوٹاکمنڈ، کوڈائی کنال، کورگ وغیرہ) جہاں باوجود قرب خط استوار ارتفاع کی وجہ سے گرمیوں کے زمانہ میں بھی موسم خوشگوار ٹھنڈا رہتا ہے اور اس لئے اکثر ذی استطاعت لوگ وہاں گرما کی چھٹیاں منانے جاتے ہیں۔ اس خطہ ملک میں سب سے بڑی ندی گوداوری ہے جو اس کی شمالی سرحد کے متوازی بہتی ہے۔ اس کے جنوب میں کرشنا تنگبھدرا کاویری اور پینار وغیرہ بھی کافی بڑی ندیاں ہیں ان سبھوں کا بہاؤ عموماً مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دریائے کاویری کے پانی کو روک کر ریاست میسور نے اپنے ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم سے صنعت و حرفت و ملحقات کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔

سلطنت حیدرآباد کا علاقہ کسی زمانہ میں مشمول علاقہ جات شمالی سرکار و کرناٹک وارکاٹ خلیج بنگال تک پہنچا تھا اور جنوب میں میسور کی حالیہ شمالی سرحد تک پھیلا ہوا تھا۔ اب وہ ممالک حیدرآباد و برار ہی پر مشتمل ہے۔ مملکت حیدرآباد کے موجودہ حدود تقریباً شمالی عرض بلد ۱۵ درجے ۱۰ دقیقے سے لے کر ۲۰ درجے ۴۰ دقیقے تک اور مشرقی طول بلد ۷۴ درجے ۴۰ دقیقے سے ۸۱ درجے ۳۵ دقیقے تک تصور کئے جا سکتے ہیں۔ اس کا رقبہ بیاسی ہزار سات سو مربع میل ہے۔ اس کا بیشتر حصہ مرتفع پہاڑی میدان کوئی ساڑھے بارہ سو فٹ بلند ہے (اوسط بلند ہے) اگرچہ اس میں چند ایسی پہاڑیاں بھی ہیں جو کہیں کہیں ڈھائی ہزار بلکہ ساڑھے تین ہزار فٹ سے بھی اونچی ہیں۔

دریائے گوداوری مملکت حیدرآباد کی شمالی سرحد کے مشرقی حصہ کی تعیین کرتا ہے اور دریائے تنگبھدرا اس کی جنوبی سرحد کی۔ ارضیاتی نقطۂ نظر سے ملک کا بیشتر رقبہ دکن ٹراپ پر مشتمل ہے اور اس کے شمال مغرب اور جنوب مشرق میں آرکیئن یعنی قدیم ترین عہد کی چٹانیں پائی جاتی ہیں۔ متعدد مقامات پر ... ہوئے۔ شہر حیدرآباد کے گرد و نواح میں ... سنگ ... کی قسم کے چٹانات بکثرت موجود ہیں۔ اور گرینائٹ کی چٹانیں دو سو میل تک چلی گئی ہیں۔

اس سرزمین کی پہاڑیوں میں اکثر جگہ بڑے بڑے گول پتھر ایک دوسرے کے بازو اور کہیں کہیں ایک دوسرے کے اوپر کچھ ایسی ترتیب میں واقع ہیں کہ دیکھنے والے کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید کسی زمانہ میں کوئی دیوہیکل مخلوق نے اپنے ہاتھوں سے ان کو خطرناک مقامات پر رکھ چھوڑا ہے۔ چنانچہ کرنل میڈوز ٹیلر نے امیر علی ٹھگ کے مشہور قصہ میں بعض لوگوں کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ یہ پتھر وہ ہیں جو ہنومان کی فوج کے بندر ہمالیہ پہاڑ سے لائے تھے تاکہ راجہ رام چندر جی سمندر عبور کر کے لنکا جا سکیں۔ اکثر پتھر پُل بنانے کی غرض سے سمندر میں ڈال دئے گئے جو بچ رہے وہ دکن کی پہاڑیوں میں جوں کے توں بندر جس وضع میں رکھ چھوڑے تھے رہ گئے۔ حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صورت بعض نباتات (مثلاً گروندہ شریفہ اور دیگر جنگلی جھاڑیوں) کی جڑوں کے کیمیائی تعامل اور کرۂ ہوائی کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

بعض پہاڑ ایک ہی چٹان سے بنے ہیں۔ (بھونگیر کا پہاڑ یا مولا کا پہاڑ وغیرہ) اور کافی بلند اور وسیع بھی ہیں۔ ایک امریکی سیاح نے میرے ایک دوست سے کہا ہے کہ بھونگیر والا پہاڑ اس لحاظ سے دنیا بھر میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ شاید ایک یا دو ہی ایسے ایک چٹان والے بڑے پہاڑ اور جگہ موجود ہوں گے۔

ممالک محروسہ کے بعض علاقوں میں ساگوان اور دیگر قیمتی لکڑیوں کے جنگل ہیں۔ بڑ، پیپل، ببول، سرس، بانس اور چندن کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ میوے کے درختوں میں آم، املی، انار، ناریل، کوکٹ اور چرنجی وغیرہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ باغات میں بیر، نارنگی، سنترہ، امرود، سیتاپھل، انجیر، کھجور، امرود، کیلا، کشمش اور کاسنی بھی آسانی سے ہیں دیتا ہے لیکن جب کبھی خشک سالی مسلط ہوتی ہے تو باغ کے باغ سوکھ جاتے ہیں اور از سر نو پودے لگانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح بعض جگہوں پر ٹڈی دل اور دیمک اور درختوں پر کرمستان بلا کے نازل ہوتے ہیں کہ بڑے سے بڑے درخت بھی مرجاتے ہیں۔ امید کہ سائنٹفک تحقیق سے یہ نقائص جلد رفع کئے جائیں گے۔

خوشبودار پھولوں میں موتیا یہاں تقریباً خودرو ہے۔ پکھال کے جنگلوں سے بآسانی فراہم کیا جا سکتا ہے۔ چنبیلی، چمپا، سورتی، گیندا، ہند کے پرانے پھولوں کے لئے تو یہاں کی زمین فطری طریقہ پر موزوں ہے۔ مغلیہ بادشاہت کے زمانہ میں ایران سے دیا ہوا گلاب بھی یہاں خوب پھولا اور خوشبو دیا ہے۔ اتفاق سے مشرق سے آیا ہوا ہنساہنا رات کی رانی اور دن کا راجہ بھی چاندنی راتوں میں خوب بہار دیتا ہے۔

ہمارے ملک میں بارش زیادہ تر جنوب مغربی موسمی ہواؤں کے زمانہ میں (جون سے ستمبر تک) ہوتی ہے۔ یہ ہوائیں بحیرہ عرب اور بحر ہند سے چلتی ہوئی آتی بخارات سے سیر ہو جاتی ہیں۔ اور خشکی پر سے گذرتی ہوئی ان بخارات کو بارش کی شکل میں منطوع کرتی ہیں شمال مشرقی موسمی ہواؤں کے زمانہ (اکتوبر و نومبر) میں بھی خلیج بنگال سے آنے والی ہواؤں سے کچھ بارش میسر ہو جاتی ہے لیکن ہر سال نہیں۔ یہاں اوسط بارش ۳۰ انچ سالانہ شمار ہوتی ہے کبھی ۳۵ انچ تک بھی پہنچ جاتی ہے اور خشک سالی میں دس پندرہ انچ پر ہی ختم ہوتی ہے۔ ملک کی اوسط تپش ۸۱ درجے فارن ہائیٹ قرار دی گئی ہے۔ سرما میں بعض اوقات ۵۵ درجے سے بھی کم محسوس ہوتی ہے اور گرما میں ۱۰۵ درجے سے بھی زیادہ۔

ممالک محروسہ میں کئی ایک قدرتی تالاب بھی ہیں جو بارش کے زمانہ میں پہاڑوں کے دامن میں پانی سے لبریز ہو کر بنتے گئے ہیں۔ سال بھر ان میں پانی رہتا ہے۔ سب سے بڑا پکھال کا ہے جس کی وسعت ۱۳ مربع میل ہے مصنوعی تالاب بکثرت ہیں۔ سب سے بڑا نظام ساگر کا ہے۔ جو دریائے مانجرا کو روک کر نظام آباد میں تیار کیا گیا ہے۔ بلدہ سے قریب عثمان ساگر، حمایت ساگر، حسین ساگر اور میر عالم کا تالاب بھی کافی بڑے ہیں۔

معدنیات میں سب سے بڑھ کر اہمیت کوئلے کو حاصل ہے۔ جو سنگرینی وغیرہ کی کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں دریائے کرشنا کے کنارے الماس بھی پایا جاتا تھا۔ چنانچہ ہندوستان کا مشہور کوہ نور ہیرا یہیں سے برآمد ہوا تھا۔ سونا پہلے کافی مقدار میں ملتا تھا اب صرف ہٹی کے معادن سے برآمد کیا جاتا ہے۔ سنگ سیلو، اسنگ مرمر، ابرک، تامڑا وغیرہ بھی قابل ذکر معدنی اشیا ہیں۔ چند سال پیشتر ورنگل کے صوبہ سے ایک کمپنی نے معقول مقدار میں یاقوت حاصل کئے تھے اب وہ ختم ہو گئے۔ باضابطہ تلاش اگر سائنٹفک اصول پر کی جائے تو کیا عجب کہ اب بھی ایسی چیزیں برآمد ہو سکیں گی جن کی صنعت و حرفت میں بہت اہمیت ہے۔

زبانوں کے لحاظ سے ممالک محروسہ کی تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ مشرقی حصہ تلنگانہ کہلاتا ہے۔ شمال مغربی حصہ مرہٹواڑی اور جنوب و جنوب مغربی حصہ کنڑی علاقہ۔ تلنگانہ میں دو قسم کی کاشت ہوتی ہے۔ بارش کے موسم میں آبی اور گرما میں ربیع وغیرہ میں تابی جس کے لئے تالابوں سے پانی لیا جاتا ہے۔ بقیہ دو علاقوں میں چونکہ بارش کم ہوتی ہے باولیوں سے پانی لے کر کاشت کی جاتی ہے یا سرما کی شبنم سے استفادہ کرتے ہیں۔

تلنگانہ میں چاول کی زیادہ تر کاشت کی جاتی ہے مرہٹواڑی اور کنڑی علاقوں میں جوار، گیہوں، مسور، مونگ، تل اور کرڑ وغیرہ بوئی جاتی ہے۔ چنا بھی جاڑے کے

(بقیہ صفحہ ۱۰)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

مسٹر شادانی ناگپوری صاحب نے دہلی سے ۱۲ اپریل کو "ترجمان ملت" کے نام ایک خصوصی تار روانہ کیا جس میں لکھا ہے کہ:-

"بنگال، بہار، پنجاب، صوبہ متوسط، بہار اور بمبئی کے ارکان مسلم لیگ کونسل نے مجلس موضوعات میں یہ تحریک پیش کی کہ قائد ملت کو مبارک باد دی جائے کہ آپ نے اپنے عزم اور مقصد کی آزادی سے اطاعت کے لئے بے نظیر ایثار کیا۔"

اس خبر کی شادمانی میں مسٹر شادانی یہ بتانا بھول گئے کہ آخر اس تحریک کا کیا حشر ہوا؟ اگر یہ تحریک مجلس موضوعات میں منظور ہوئی تو مسلم لیگ کے کھلے اجلاس میں کیوں نہیں پیش کی گئی؟ اور اگر مسترد کر دی گئی تو مخالفت کس نے کی تھی؟ مسٹر شادانی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ تحریک پیش کرنے والوں میں صوبہ جات مدراس، آسام، سرحد، اڑیسہ، سندھ اور دہلی کے ارکان کیوں نہیں شریک تھے؟ یہ بھی حل طلب ہے کہ اس اہم خبر کو ایسوسی ایٹڈ پریس، یونائیٹڈ پریس، اورینٹ پریس اور خصوصی نامہ نگاروں کے اس کثیر قافلے نے جو لیگ کے اجلاس میں شریک تھا کیسے نظر انداز کر دیا اور صرف "ترجمان ملت" کو یہ شرف کس استحقاق کی بنا پر حاصل ہوا۔

رموز مصلحت خویش خسرواں دانند

"ترجمان ملت" کے اس خصوصی تار میں یہ بھی لکھا ہے کہ "قائد اعظم مسٹر جناح کی درخواست پر قائد ملت نے آج رات تقریر کی جو بے حد پسند کی گئی۔ آپ کو تقریر سے قبل ڈائس پر سو سو روپیوں کے نوٹوں کا ہار پہنایا گیا۔"

اس خبر کو پڑھ کر ہمارے ایک دوست نے کہا "ممنوعہ ہم تو نوبت بہ ایں جا رسید کہ قائد اعظم مسٹر جناح کو قائد ملت سے درخواست اور معروضہ کرنا پڑ رہا ہے۔" "ترجمان ملت" کے مخبر خصوصی نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ ہار میں کتنے سو روپیے کے نوٹ تھے؟ کس کے عطا کردہ تھے؟ کس نے پہنایا اور بالآخر یہ ہار کیا ہوا؟ یعنی وہ رقم کس کی جیب میں گئی؟ اگر ہمیں بھی نوٹوں کے ہار کا یقین دلایا جائے تو ہم بھی ایثار پر کمربستہ ہو سکتے ہیں۔

"ترجمان ملت" کے اسی خصوصی تار میں یہ بھی درج ہے کہ "قائد ملت سے ملاقات کے لئے دن رات سارے ہندوستان کے اشخاص آ رہے ہیں۔ صحافتی نمائندے اب بھی آپ کی قیام گاہ پر آپ سے ملاقات کے لئے منڈلا رہے ہیں۔"

اس خبر میں جو تشنگی ہے اس کو ایک صاحب نے ذیل کے اضافہ میں بیان کیا ہے۔ "دن رات سارے ہندوستان کے اشخاص کا فقرہ پڑھ کر میں نے رپورٹ مردم شماری بابتہ ۱۹۴۱ء کی تلاش شروع کی۔ رپورٹ تو نہ ملی لیکن اس کا خلاصہ دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے۔ اس انبوہ عظیم سے دن رات ملاقات کرنے کے بعد بیچارے قائد ملت کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ اور صحافتی نمائندوں کی نارسائی اور بے بسی پر مجھے رحم آنے لگا کہ قیام گاہ کے اطراف منڈلاتے رہنے کے باوجود نہیں پتہ تک خبر نہ ہو سکی کہ مجلس موضوعات میں قائد ملت کا کیسا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔"

غرض "ترجمان ملت" کا خصوصی تار اور اس کے خصوصی مخبر مسٹر شادانی دونوں بہت دلچسپ ہیں۔ لیکن ان کی دی ہوئی خبروں میں باقی تشنگی ہے۔ اس تشنگی کے باوجود ہم پر جو اثر مرتب ہوا وہ یہ ہے کہ اس مجسمہ ایثار و قربانی کی جس کو ہندوستان قائد ملت کے نام سے یاد کرتا ہے غیر معمولی مقبولیت اور ہردلعزیزی کے پیش نظر اس عظیم انسان کو ناخوش کرنا، اپنے اوپر خطرات اور حوادث کو دعوت دینا ہے۔ بس ہم نے آج یہ طے کر لیا ہے کہ قائد ملت کی شان میں گستاخی تو کیا بدگمانی کو بھی روا نہ رکھیں گے تا آنکہ ہم اسکات سلطنت آصفیہ اور ملت اسلامیہ کے مفاد کے لئے مضر ثابت ہونے لگے۔

اب جبکہ ہم نے قائد ملت سے متعلق اپنا مسلک تبدیل کر دیا ہے اور ملت کا دوسری دفعہ تقریباً ختم ہو چکا ہے ہم یہ کہنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ حیدرآباد کے مخصوص حالات کے پیش نظر مقامی اخبارات میں بالعموم اور "ترجمان ملت" میں بالخصوص اس قسم کی خبر کی اشاعت ضروری تھی تاکہ آپ کے مخالف گروہوں میں اس کے مفید دور رس اور مرعوب کن اثرات مرتب ہوں اور آپ کی قیادت کے قیام و استحکام میں جو رکاوٹیں ہو سکتی ہیں وہ یک لخت رفع ہو جائیں۔

یہی خواہان سلطنت آصفیہ اور فدائیان ملت اسلامیہ کا اب یہ فرض ہے کہ وہ جملہ صوبہ جات ہند اور ریاست ہائے ہند کی جانب سے ایک محضر تیار کریں جس میں حضرت قائد ملت سے درخواست کی جائے کہ قائد ملت کے خطاب اور خطابیہ سے وہ باوقار سرفراز فرمایا جائے۔ اس کے علاوہ امرائے عظام اور علمائے کرام کی خیریت اور سلامتی اسی میں ہے کہ وہ قائد ملت کی قیادت کو اپنے آپ پر مسلط کریں۔ مولوی میر اکبر علی خاں صاحب، ڈاکٹر لطیف سعید اور ان کے ہم رفقائے کار کو چاہیئے کہ جماعت اتحاد و ترقی کو منتشر کر کے قائد ملت کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور ہندو لیڈروں کو چاہیئے کہ قائد ملت سے درخواست کریں کہ وہ ذمہ دارانہ حکومت کی پہلی کابینہ اپنی قیادت میں ترتیب دیں۔ ہماری یہ مخلصانہ رائے ہے کہ یہ سب کچھ ضرور ہونا چاہیئے ورنہ دہلی کا طول سفر اور اس دور دراز شہر سے آیا ہوا تار دونوں رائگاں جائیں گے۔ اور مسٹر شادانی کی شادمانی پشیمانی میں مبتدل ہو جائے گی۔ اگر ہمارا ترتیب دیا ہوا یہ پروگرام رد عمل نہ لایا جائے تو ہم بیوک ہڑتال شروع کر دیں گے کہ جو گاندھی کی حالیہ ناکامی کے بعد ہمیں اپنی کامیابی کی کوئی زیادہ توقع نہیں ہے۔

اگر ہماری اس طویل اور مدلل بحث کے بعد بھی آپ ہمارے بنائے ہوئے پروگرام پر عمل کرنے تیار نہیں ہیں تو آپ کی قوت ایمانی کو تازہ کرنے کے لئے امور ذیل کافی ہونے چاہئیں۔

(۱) اس تار کو یاد کیجئے جس میں لکھا تھا کہ مسلم لیگ کا اجلاس ختم اور برخاست ہونے کے بعد قائد ملت نے ایک وسیع مجمع کو مخاطب کیا۔

(۲) اس تار کو یاد کیجئے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ قائد اعظم مسٹر جناح کے پیہم اصرار پر قائد ملت صرف ایک دن کے لئے رک گئے۔

(۳) اس کے ابتدائی خبر کو پڑھیے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ حیدرآباد کی سٹیشن پر فلک شگاف نعروں اور جلوس کی نیتوں سے ایک بڑے مجمع نے قائد ملت کا استقبال کیا اور قائد ملت کو ایک شاندار جلوس لے جانا چاہتا تھا لیکن چونکہ انکساری اور انکساری کے جذبات سے مغلوب ہو کر قائد ملت نے بنفس نفیس حکم امتناعی جاری فرمایا اور جلوس روک دیا گیا جس کی وجہ سے پرستاران قیادت ملت اسلامیہ کو مایوس اور دل شکستہ ہو کر حمیدیہ ہوٹل میں پناہ لینی پڑی۔

اگر ان فیصلہ کن حقائق کے باوجود آپ کے قلوب میں ولولہ اسلامی موجزن نہیں ہوتا ہے تو ہم بھوک ہڑتال کے ارادے سے باز آتے ہیں۔

حیدرآباد کا صنعتی سرمایہ اغیار کے ہاتھ میں

از

جناب سید محی الدین صاحب قادری

ہمارے ملک کی نو مولود صنعتیں اغیار اور باہر کے لوگوں کے قبضہ و تصرف میں چلی جارہی ہیں۔ حیدرآباد میں انکم ٹیکس کی موجودگی نے بیرونی سرمایہ کے لئے بڑی سہولت پیدا کی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اغیار اور بیرونی سرمایہ دار ہمارے ملک کے کمپنیوں اور کارخانوں کے حصص ہم سے چھینتے رہے ہیں۔ کارخانے ہمارے نام ہمارا ملک بیرونی سرمایہ کی گویا ملکیت بنتا جا رہا ہے۔ اس استحصال ناجائز کا طریقہ ان سرمایہ داروں نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ حصص کی قیمتوں میں کمی کرتے جارہے ہیں اور بے روک ٹوک لاکھوں کے حصص کی خریدی ہوتی جارہی ہے۔ حیدرآباد کے اکثر کارخانوں اور کمپنیوں کے حصص زیادہ تر حیدرآبادیوں کے ہیں۔ حیدرآبادیوں کا خود اپنا سرمایہ ان کمپنیوں میں لگا ہوا ہے بہت ممکن ہے کہ یہ سرمایہ فی الوقت زیادہ منافع نہ دے رہا ہو لیکن وہ دن دور نہیں کہ حیدرآباد کے کارخانوں اور کمپنیوں کے حصص کافی منافع تقسیم کرسکیں گے ان منافعوں سے دوامی فائدہ اٹھانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے ان کی قیمتوں کے عارضی اضافہ کی ترغیب میں آکر اور اپنے حصص تقسیم کرکے عارضی فائدہ حاصل کیا جائے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے ہاتھوں سے ہمارے حصص نکلے جائیں گے اور ان حصص میں بہت زیادہ فائدہ ہونے کے جو امکانات اور مواقع ہیں اس سے ہم محروم ہو جائیں گے ایسے حصص کے مالک بالخصوص جن کے پاس حصص بہت کم مقدار میں ہیں ان کو چاہئے کہ وہ کسی بڑی سی بڑی قیمت پر اپنے حصص فروخت نہ کریں اور ملک کا سرمایہ جو ملکیوں کے فائدہ کے لئے تمام ملک کی کمپنیوں میں لگا ہوا ہے وہ غیر منافع کی حرص و ہوس میں غیروں کے ہاتھوں میں نہ چلا جائے اگر ملک کے عام باشندے اسی طرح اپنے حصص فروخت کرتے جائیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ ملک کے کارخانوں و کمپنیوں کے منافعوں اور صنعتی استفادہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیں گے اور ملک کے تمام مرغوب حصص دوسرے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے جس سے اندرون ملک کی صنعت و حرفت پر اجارہ داری اور چند سرمایہ داروں کی سلطانی قائم ہو جائے گی۔ حصص کے دلالوں نے کمپنیوں اور کارخانوں کی عام ترقی کے تناسب سے کہیں زیادہ تناسب پر حصص کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے اور اس طرح انھوں نے غلہ کے تاجروں اور ساہوکاروں کی طرح ایک اور مذموم تجارتی ذخیرہ اندوزی کی راہ نکال لی ہے ان کا عام طریقہ یہ ہے کہ یہ دلال غیر بیوں اور متوسط لوگوں سے حصص خریدتے جاتے ہیں اپنا بہت زیادہ نفع میں اندازہ کرکے بڑے بڑے سرمایہ داروں اور انیا مالدار لوگوں کو بڑی بڑی قیمتوں پر یہ حصے فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس سے صنعتی کاروبار سے استفادہ کا ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلے جارہا ہے جو پہلے ہی سے ملک کے لئے آفت بنا ہوا ہے۔

اس خریدنے کے کاروبار میں حقیقتاً جتنے ایسے محدود ہے چند نفع اندوزوں کے حصول سے حال واپس ہیں ملک کی تجارت اور کرانی بست اشیاء کے انتظام سے بیجا مراعات حاصل کرکے کروڑوں کا فائدہ اٹھایا ہے ان کے کاروبار خرابی جنگ انھوں نے لڑائی کے زمانہ میں تمام ملک پر کنٹرول قائم کئے ہیں وہ بہت سے بیکار اور زیادہ تر کثیر سرمایہ کم سے کم ہو جو کسی کاروبار میں لگا یا جا سکتا ہے۔ چنانچہ تمام کے ہزاروں کو بڑی قیمتوں کی ترغیب دے کر اُن کو ایسے جائز منافعوں اور ان کے سرمایوں سے وہ چند سرمایہ دار تمام ملک کے عام باشندوں کو محروم کر دینا چاہتے ہیں بہتر اور قرین مصلحت یہ ہے کہ ملک میں جو صنعتی ترقی ہو رہی ہے اور اس میں جو زیادہ امکانات پیدا ہو گئے ہیں اس سے ملک کے عام باشندے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

... محبوب نگر اور نلگنڈہ

کسی اور ضرورت سے اس قحط کے آثار نہیں ہیں گزشتہ بارشوں کی کمی کی وجہ سے ضلع محبوب نگر میں علاقہ جات کلواکرتی اور محبوب نگر اور ضلع نلگنڈہ میں تعلقہ جات دیورکنڈہ اور حضور نگر میں کچھ پریشانی کے آثار پائے جاتے ہیں اس پریشانی کو دور کرنے کی پہلے ہی سے تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔

اضلاع محبوب نگر اور نلگنڈہ میں تقاوی کی تقسیم کے لئے ۹۰ ہزار روپے منظور کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ نلگنڈہ میں مالگذاری کی معافی کے لئے ۵۰ ہزار کی منظوری دی گئی ہے۔

بھونگیر کی کرنڈی پراجکٹ کی تکمیل کے بعد محبوب نگر اور نلگنڈہ کے مزدوروں کو کھیتوں کی مینڈھ بندی اور نہروں کے کھدائی کا کام دیا جائے گا جس کام کے لئے دو کروڑ (۲) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

قحط زدہ علاقوں میں امدادی کام

محاصل مالگزاری کا التوا اور تقاوی کی تقسیم

حیدرآباد ۲۹ خورداد۔ سررشتہ معلومات عامہ کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ:-

"اضلاع گلبرگہ اور رائچور کے علاقے قحط کے حالات سے دوچار ہیں۔ حال ہی میں آنریبل صدر المہام بہادر مال گزاری نے ان علاقوں کا دورہ کیا جس کے بعد حکومت سرکار عالی نے قحط زدہ علاقوں کے لئے کئی امدادی کاموں کی منظوری دی ہے۔ یہ امدادی تدابیر ان امدادی کاموں کے علاوہ ہیں جن کا ذکر ۳ بہمن ۱۳۶۱ف کے اعلامیہ میں کیا گیا تھا اور جو روبعمل لائے جا رہے ہیں اب جن کاموں کی منظوری دی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گلبرگہ اور رائچور

ضلع گلبرگہ میں ربیع کی قسط کے لئے تین لاکھ ۔۔ ہزار کی مالگزاری کا التوا منظور کیا گیا۔ ضلع رائچور میں ۲۰ لاکھ کی معافی دی گئی۔ ۵۰ ہزار روپے باؤلیوں کی درستی کے لئے دئے گئے۔ ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔ نیز امداد کے لئے (۵۰۰۰۰) روپے اور مزدوروں کی جھونپڑیوں کے لئے دس ہزار روپے منظور کئے گئے۔ مزدوروں کے لئے کام کی مفت دوا، کام کرنے اور معذوروں کی امداد کے سلسلہ میں آٹھ ہزار روپے دئے گئے۔ کھیتوں کی مینڈھ بندی کا کام ۲۲ لاکھ ۳۲ ہزار کے صرفہ سے شروع کیا گیا۔ اس کے علاوہ دواخانوں کی سستی دوا کا ۵۰ ہزار تھیلے جوار بھیجنے کا انتظام کیا گیا اور چارہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ۵۰ ہزار روپے منظور کئے گئے۔ ۲۰ ایکڑ کی حد تک باؤلیوں کے تحت کے رقبہ میں چارے کی مفت کاشت کی اجازت دی گئی۔ اس سلسلہ میں محکمہ جنگلات کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ متاثرہ اضلاع میں مفت چرائی کی اجازت دے دی جائے۔

اضلاع رائچور اور گلبرگہ میں (۲۰) امدادی کام شروع کئے گئے۔ صرف ضلع رائچور میں امدادی کاموں کے لئے ۲۰۰ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں غریبوں کو روزگار مل رہا ہے۔

امدادی کاموں کے متعلق سالانہ کے علاوہ مالگزاری حسب تشخیص تک (۳) لاکھ اعانتوں کی منظوری دی گئی۔

یاد ہوگا کہ ضلع رائچور میں علاقہ گنگاوتی کے (۷) موضوعوں اور علاقہ جات گنگاوتی اور مسکی میں سیلاب سے متاثر ہونے والوں کے لئے بھی امداد دی گئی۔ ضلع گلبرگہ کے علاقہ جات تنا پور، شہاپور، چیتا پور اور گلبرگہ کے ۲۰ موضوعوں کو حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ قحط زدہ علاقے قرار دیا تھا۔ معلومات عموم

حکومت اور زمانہ جنگ کے معاشی مسائل

از

جناب احمد عبد العزیز صاحب لکچرار گلبرگہ کالج

اشیائے مایحتاج کی فراہمی کے علاوہ ان کی مناسب تقسیم اور مقررہ قیمت پر ان کی فروخت بھی وقت کا سب سے زیادہ قابل توجہ مسئلہ ہے۔ نگرانی نرخ اشیاء کا مطلب صرف قیمتوں کی نگرانی نہیں بلکہ ان کی مناسب فراہمی اور بخوبی تقسیم کا انتظام بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک مرکزی نظام کے قیام کی ضرورت ہے جس کو عام طور سے محکمہ ماکولات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ابھی تک یہ محکمہ حکومت سرکار عالی کے جانب سے قائم تو نہ ہو سکا، البتہ بطور بدل محکمہ نگرانی نرخ اشیاء کا قیام عمل میں آیا ہے۔ واضح رہے کہ مسائل ماکولات کو حل کرنے کے لئے ایک باقاعدہ محکمہ ماکولات کا قیام ہی نہایت مناسب ہوگا۔ خود انگلستان میں اور حال ہی میں حکومت ہند نے محکمہ ماکولات کے قیام کی منظوری دیدی ہے۔ اب تک مسائل اشیائے قوتی کو حل کرنے کی جو منتشر کوشش کی گئی وہ بالکل ضروریات ملک کے لحاظ سے ناکافی ثابت ہوئی کیونکہ ان تمام تدابیر کو یک وقت اختیار کرنے کی مستقل کوشش نہیں کی گئی۔ جو فراہمی و تقسیم غلہ کے لئے ضروری تھیں اب ذیل میں وہ تمام تدابیر تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں جو فراہمی و تقسیم غلہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

زیادہ غلہ اگانے کی ضرورت

فراہمی غلہ کا جہاں تک تعلق ہے کاشتکاروں کو بجائے جنس تجارتی پیداواروں کے قوتی پیداواروں کی کاشت کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دی جائے اور تکنیکی اصول پر کاشت کے لئے مناسب کھاد کے استعمال کے طریقے منجانب محکمہ زراعت عمل میں لائے جائیں۔ کاشتکار کو مالی امداد اس طریقے پر دی جائے کہ امداد مقصد فوت نہ ہونے پائے مثلاً یہ کہ محکمہ زراعت کے ناظروں کی نگرانی میں نقادی قرضوں کی تقسیم عمل میں آئے اور ایسے کھیتوں کی روزانہ نگرانی کی جائے جن کی فصل کو سرکاری امداد دی گئی ہے۔ آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی بھی اس سلسلہ میں ضرور قابل ذکر ہے جہاں جہاں آبپاشی کی جائے وہاں مویشیات زرعی کے چارہ کی فراہمی اور ان کے امراض متعدی کے بروقت علاج و انسداد کی جانب بطور خاص توجہ کی جائے۔ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم صرف ایسی ہی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ کاشتکار کے ساتھ منصفانہ و مشفقانہ سلوک کیا جائے اس کے بعد پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

کہ فصل تیار ہونے کے بعد کیا کاشتکار کو ساہوکار کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے یا حکومت خود فصل خریدے؟ ہمارے خیال میں اگر حکومت سرکار عالی مثل ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت کے مقررہ قیمت پر راست کاشتکار سے غلہ خرید لینے کی مستحسن کوشش کرے تو فراہمی غلہ کا مسئلہ ایک مرکزی نظام محکمہ ماکولات سرکار عالی کی نگرانی کے تحت صحت بخش اصولوں پر حل ہو سکے گا اور غریب کاشتکار ساہوکار کی نفع اندوزی کا بری طرح شکار نہ ہوگا۔ حال ہی میں حکومت ہند نے فراہمی گیہوں کے لئے ایک کمشنر کا تقرر کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ غلہ پنجاب کی تیار ہونے والی گیہوں کی فصل کو خود خریدے گی اور محکمہ ماکولات حکومت ہند کے زیر نگرانی گیہوں کی فراہمی و تقسیم کا مسئلہ حل کیا جائے گا۔ یہ واقعہ ہے کہ درمیانی تاجر اور غلہ فروش کمپنیوں کے گماشتے من مانی قیمت پر کاشتکار سے غلہ خریدتے ہیں اور معقول قیمت پر اس کو فروخت کرتے ہیں اس نازک صورت حال کا مناسب تدارک نہایت ضروری ہے ورنہ "زیادہ غلہ اگاؤ" کی مہم کا کوئی خاطر خواہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔

پوشیدہ ذخائر

غلہ کی فراہمی کے سلسلہ میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ملک کے قوتی اشیاء کے ذخائر کے صحیح اعداد و شمار حاصل کئے جائیں یعنی اس امر کا پتہ چلایا جائے کہ کس تعلقہ یا ضلع یا صوبہ میں کتنے ہزار یا کتنے لاکھ انسان کس قسم کے غلہ کی کاشت کرتے ہیں اور اس غلہ کی فصل کی کیا سالانہ مقدار ہوتی ہے۔ اور اس علاقے میں بسنے والے باشندے خود کس قسم کی غذا کے عادی ہیں۔ سالانہ مقدار پیداوار کو آبادی کے تعداد پر تقسیم کیا جائے تو کتنا غلہ کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ زیادہ غلہ کسی قریبی تعلقہ یا ضلع میں منتقل کیا جاتا ہے یا بطور ذخیرہ کاشتکار مناسب قیمت کے حاصل ہونے تک جمع رکھتا ہے۔ الغرض ان مذکورہ بالا مسائل کا بہترین حل ضرور دریافت کرنا چاہئے جب تک غلہ کے ذخیرے کے صحیح اعداد و شمار دریافت نہ کئے جائیں فراہمی غلہ اور تقسیم غلہ کی کوشش کبھی بھی بارآور نہ ہو سکے گی۔ اس سلسلہ میں اس امر کا اظہار بھی بیجا نہ ہوگا کہ سرکاری طور پر اس امر کا سختی سے اعلان کیا جائے کہ اگر کوئی ساہوکار یا کاشتکار غلہ کے ذخیروں کو پوشیدہ رکھے اور ان کی صحیح مقدار سے حکومت کو مطلع نہ کرے تو ایسے دشمنان ملک و سلطنت شخص کو اس جرم کی پاداش میں جیل کی سزا مع قید دی جائے گی۔ اس کے علاوہ محکمہ ماکولات کی جانب سے جو بھی غلہ تقسیم ہو اس امر کی ہدایت کی جائے کہ وہ عوام میں ایسے خیالات کی نشر و اشاعت کرے کہ جن کی بنا پر لوگوں میں جنگ کے مصائب اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کی اخلاقی قوت پیدا ہو جائے خصوصاً غلہ فروش ساہوکار طبقے کو ناجائز نفع اندوزی سے پرہیز کرنے کی اس لئے ترغیب دی جائے کہ ملک میں امن و امان قائم رہے اور مفلس نادار اور بھوکے لوگ لوٹ مار اور ڈکیتی کے جرائم کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ بھوکا آدمی قیام امن و امان کے حق میں بے حد خطرناک ہوتا ہے اور ایک بھوکے آدمی کے ہمسائے میں کبھی ایک مالدار ساہوکار امن اور آسودگی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ بہت ممکن ہے کہ بھوک سے تنگ آکر ایک غریب آدمی ایک خود غرض ساہوکار یا مہاجن کے غلہ گودام کو دن دہاڑے لوٹ لے۔ اور اس طرح امن و امان میں خلل پیدا کرے۔

ذرائع حمل و نقل کی سہولت

ذرائع رسل و رسائل میں سہولت پیدا کرنے کا غلہ کی فراہمی سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ اس خصوص میں محکمہ ریلوے کے تعاون عمل کی شدید ضرورت ہے یہ بالکل ظاہر ہے کہ لاکھوں ٹن غلہ بعجلت ممکنہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک صرف اسی صورت میں منتقل ہو سکتا ہے جبکہ ریلوے واگنوں کے غلہ کی منتقلی کے لئے بروقت فراہمی عمل میں آسکے۔ اس موقع پر اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ ریلوے کی ناگزیر خدمات حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے غلہ کی صحیح مقدار سے ریلوے بورڈ کو واقف کرایا جائے وہ اس طرح کہ اگر ایک تعلقہ کے مستقر سے دوسرے تعلقہ کے مستقر یا ضلع کے مستقر یا صوبہ کے مستقر پر تیزی سے منتقل کیا جانا ضروری ہو تو فوری مقدار غلہ کے علاوہ کس مقام پر کون سا غلہ منتقل کیا جائے الغرض اس قسم کی صراحت کی بھی سخت ضرورت ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ غلہ منتقل کرنے کے کم از کم پندرہ روز پیشتر ریلوے حکام کو واگنوں کی فراہمی کے متعلق منجانب عہدہ داران محکمہ ماکولات مطلع کر دیا جائے تاکہ ہر کام اطمینان اور سہولت کے ساتھ انجام پائے۔

برآمدگی مسدودی

غلہ کی فراہمی کے سلسلہ میں یہ بات بھی بہت زیادہ غور طلب ہے کہ جب ملک کے قوتی ذخائر کے صحیح اعداد و شمار حاصل کئے جائیں اور ملک کے باشندوں کی سالانہ قوتی پیداواروں کے مقداروں کے مرتبہ کا صحیح اندازہ معلوم کر لیا جائے تو اس وقت زائد غلہ بیرون ملک روانہ کرنے کے مسئلہ پر غور کیا جا سکتا ہے چونکہ حکومت سرکار عالی میں ابھی غلہ قوتی پیداواروں

کے صحیح اعداد و شمار کا پورا پتہ چل سکا اور بہت ممکن ہے کہ پورا پتہ نہ لگ سکا کافی عرصہ درکار ہو۔ اس لئے ہمارے خیال میں یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم بحالت موجودہ بیرون ملک غلے کی برآمد کو فوراً روک دیا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض حکام ضلع کی ناعاقبت اندیشی کی بدولت کثیر مقدار میں غلہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں بھیج کر دیا اور سرحد کی جاگیراتی علاقوں کے حکام کی چشم پوشی کی وجہ سے بیرون ریاست سرکار عالی غلے کی کثیر مقدار منتقل ہو گئی اور اس طرح سرکار عالی کے اکثر اضلاع میں قحط غلہ کی صورت پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ غلہ فروش دکانوں کی لوٹ مار کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اگر ہمسایہ صوبوں کی امداد بوجہ قحط غلہ ضروری سمجھی جائے تو بطور انسانی ہمدردی ایسا ہی غلہ برآمد کیا جائے جس کی مقدار غلے سرکار عالی میں ضرورت سے زیادہ ہو اور جس کے برآمد کرنے سے خود رعایائے سرکار عالی کو فاقہ کشی کی زندگی بسر کرنا نہ پڑے۔

قیمتوں پر نگرانی

فراہمی غلہ کے سلسلہ میں مقررہ قیمتوں پر نگرانی بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر مناسب قیمت پر غلہ خریدنے کی نگرانی کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر شخص مقررہ قیمت پر اپنی ضرورت کے لحاظ سے غلہ خرید سکے گا۔ اور خود حکومت کو فراہم شدہ غلے کی فروخت کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ جس طرح مساعی جنگ میں حکومت سرکار عالی نے دل کھول کر لاکھوں کروڑوں روپیوں کی امداد کر کے حصہ لے رہی ہے۔ اسی طرح مساعی جنگ کو کامیابی سے جاری رکھنے کی خاطر غلے کو خود خرید کر بلدہ حیدرآباد میں ایک مرکزی گودام تقسیم غلہ قائم کرے اور اگر یہ ناممکن ہو تو کم از کم ہر مستقر تعلقہ و مستقر ضلع، مستقر صوبہ پر ضرور اس علاقہ میں پیدا ہونے والے غلے کے گودام قائم کئے جائیں اور اسی طرح مقامی ضروریات فراہمی و تقسیم غلہ کی خوشگوار طریقہ پر تکمیل کی جائے اگر موثر نگرانی اشیاء کے نرخ پر قائم کرنا ضروری ہے تو بغیر غلہ کے ذخائر کے ایک مرکزی نظام کے قیام کے یہ تخیل عملی صورت اختیار نہ کر سکے گا۔ غرض یہی وہ تجاویز ہیں جن پر خلوص دل کے ساتھ عمل کیا جائے تو فراہمی غلہ کا دشوار مسئلہ آسانی کے ساتھ حل ہو سکے گا۔

غلہ کی مناسب تقسیم

جہاں تک غلہ کی مناسب تقسیم کا تعلق ہے اس امر کا اظہار نامناسب نہ ہوگا کہ سب سے پہلے اس خصوص میں ذرائع حمل و نقل کی امکانی سہولتیں پیدا کی جائیں جیسا کہ اس سے پیشتر کہا جا چکا ہے کہ صحیح اعداد و شمار مقدار غلہ کی فراہمی کے بعد حمل و نقل کی امکانی سہولتوں کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ حالیہ واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ محض غلہ کا پیدا کرنا ناکافی نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ غلہ کی مناسب تقسیم نہایت ضروری ہے۔ صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ اور صوبہ پنجاب میں غلہ کثیر مقدار میں بطور ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن جنگ کی وجہ سے حمل و نقل کی دشواریاں غلہ کی نامناسب تقسیم میں زبردست مزاحمت پیدا کر رہی ہیں۔ اس لئے اس خصوص میں سب سے زیادہ محکمہ ریلوے کے تعاون عمل کی سخت ضرورت ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ہم کو پبلک امداد جنگ کے کاروبار کی انجام دہی میں کوئی مناسب اور طمانیت آفریں حصہ نہیں لے سکتی اس لئے کم از کم مساعی جنگ کو کامیاب منزل تک پہونچانے کی خاطر نہ صرف فوجی ضروریات کے تحت ماکولات کی متعلق محاذ جنگ کو کشتونی ضروریات فراہمی ماکولات پر ترجیح نہ دی جائیں بلکہ محکمۂ ماکولات کے تحت ایک ایسا مرکزی نظام فراہمی و تقسیم غلہ قائم کیا جائے جو نہ صرف فوجی بلکہ کشتونی ضروریات اجناس خوردنی کا مناسب لحاظ رکھے اور جو نہ صرف میدان جنگ میں لڑنے والوں کی ضروریات خوراک کا لحاظ کرے بلکہ لڑنے والوں کی مدد کرنے والے دیہات کے کاشتکار اور شہروں میں فوجی کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوران اور ماہرین مصروف جنگ کی تشکیل کی احتیاجات کا لحاظ مناسب کرے۔ یہ بالکل ایک بدیہی بات ہے کہ دشمن سے کہیں زیادہ جبری، عام، جنگ کی کامیابی کے معاملہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا جنگ کو کامیابی سے ختم کرنے کی شدید ضرورت کے مدنظر فراہمی اشیائے ماکولات سے کہیں زیادہ تقسیم اشیائے ماکولات کا مسئلہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اب وقت آ گیا ہے کہ غلہ کی مناسب تقسیم کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے بر نرخ عام غلہ کی قیمتوں پر نگرانی برخاست کی جائے اور اجناس خوردنی پر صد نگرانی قائم کی جائے۔

(مجلہ فیلسا مین)

بنک کاری سے متعلق دستور العمل کا نفاذ

حکومت سرکار عالی کا کمیونکے

برطانوی ہند میں متعدد بنکاری کی کمپنیاں حال میں قائم ہوئی ہیں اور اس کے نتائج میں یہاں بھی قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۲۰ف کے تحت نئے بنکوں کی رجسٹری کے لئے درخواستیں پیش ہوئی ہیں۔ ان امور کے مدنظر حکومت کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ کوئی خاص تدبیر اختیار کرے تاکہ ایک دستور العمل کے ذریعے پبلک کا مفاد محفوظ رہ سکے۔ چنانچہ ۲۵ خورداد ۱۳۵۲ف سے ایک دستور العمل کا نفاذ ہوا ہے جو بنکاری کی کمپنیوں سے متعلق ایسی شرائط پر مشتمل ہے جو انڈین کمپنیز امنڈمنٹ ایکٹ بابتہ ۱۹۳۶ء کے مطابق ہیں۔ دستور العمل کی رو سے ہر نئی بنکاری کی کمپنی پر یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ

(۱) قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۲۵ف کے تحت ممالک محروسہ میں رجسٹری کرانے سے پہلے یا

(۲) برطانوی ہند کے کسی رجسٹری شدہ بنک کی کوئی شاخ ممالک محروسہ میں کھولنے سے پہلے

حکومت سرکار عالی (بہ صیغہ فینانس) کی منظوری حاصل کرے۔

حکومت کی یہ عین خواہش ہے کہ ممالک محروسہ میں بنکاری کی عادت جلد سے جلد پھیل جائے لیکن اس کو شک ہے کہ آیا موجودہ حالات میں بغیر ضروری تحفظ کے نئے بنکوں کا کثیر التعداد سرمائے کے ساتھ محض قیام ہی اور سرمایہ کاری کی موزوں راہیں مہیا کر سکے گا۔ اس لئے حکومت محسوس کرتی ہے کہ موجودہ صورت حال میں نئے بنکوں کے قیام میں معمول سے زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ خاص کر بالخصوص کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ ایسے اداروں کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے صحیح قسم کے تجربہ کار اور تربیت یافتہ اشخاص کی، عہدہ داروں کی خدمات حاصل کرنے نیز ان حالات کو پورا کرنے میں بہت سی مشکلات ہیں جن کے بعد جنگ پیدا ہونے کا امکان ہے۔

اس لئے حکومت نے تصفیہ کیا ہے کہ قبل اس کے کہ حیدرآباد میں بنکوں کی رجسٹری کرنے یا حیدرآباد میں برطانوی ہند کی کسی رجسٹری شدہ بنک کی شاخ کھولنے کی اجازت دی جائے نئے بنکوں کے متعلق اس بات کی جانچ پڑتال کی جائے کہ ان کا سرمایہ کس طرح جمع کیا گیا ہے اور ان کے انتظام میں کیا طریقہ کار اختیار کیا جانے والا ہے۔ اس تدبیر کے اختیار کرنے کی غایت یہ ہے کہ حد سے زیادہ اور نا اہلی کی جانب بنک کے میدان میں کمی ہو جائے اور تجربہ کا فقدان عہدہ داروں کے

(بقیہ صفحہ ۱۲)

دکن کی سرزمین

بسلسلۂ صفحہ ۵

موسم میں تالابوں کے پیٹھے میں یا ریگی کی زمین میں بویا جاتا ہے۔ کوالی نئی کپاس کی کاشت کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ ریشاب چند مقامی کارخانیاں بہت اچھی ہوتی رہیں۔ لیکن موزوں انتخاب کے کھاد کا استعمال چند ہی سال سے مروج ہو رہا ہے۔ توقع ہے کہ آگے چل کر ملک کے باہر کی ترکاریاں بھی بخوبی کاشت کی جا سکیں گی۔ زراعت کے ساتھ مویشی اور دیگر مفید جانوروں کی پرورش دیگھداشت پر اب زیادہ توجہ کی جا رہی ہے۔

کل صنعتوں میں سمنٹ ٹیل دیا سلائی اور شیشہ کی تیاری و بافت پارچہ بافی کاغذ اور شکر سازی وغیرہ بہت کامیاب ہو رہی ہیں۔ جدید تالابوں سے پانی بافراط حاصل ہونے سے ان دو نئی صنعتوں کی کوشش بڑی ترقی کر رہی ہے۔ ممکنات سے ہے جوں جوں واقفیت زیادہ ہو گی اور معاملہ فہم متدین لوگ سرمایہ داروں کے ساتھ مل کر کام کریں گے صنعتوں کو مزید فروغ ہوگا اور امید کی جاتی ہے کہ ملک سے جلد تعلیم یافتہ بیروزگاری رفع ہو جائیں گی۔

حیدرآباد کو اس کے آثار قدیمہ کی بدولت عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ اجنٹا اور ایلورا کے غاروں کی سنگ تراشی اور صناعی ہند میں اپنی آپ نظیر ہے۔ ان کی محافظت اور سیاحوں کی سہولت کے لئے سرکار آصفیہ کی طرف سے فیاضانہ طریقہ پر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ بیدر کے بریدشاہیوں کی عمارتیں ان کے گنبد محمود گاواں کا مدرسہ وغیرہ قلعہ گولکنڈہ کا بالا حصار اور اس کے گرد و نواح کی قدیم عمارتیں اور خود وسط شہر حیدرآباد میں مکہ مسجد چار مینار وغیرہ نہ صرف اپنے حسن تعمیر کے لحاظ سے جاذب نظر ہیں بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ اسی طرح اورنگ آباد، خلد آباد اور دولت آباد کی عمارتیں اور دیادگاریں بھی ہیں۔

دکن کا تمدن کئی پرانے اور نئے تمدنوں کی آمیزش و ارتقا کا کامیاب نمونہ ہے۔ ورنگل وغیرہ کی قدیم عمارات گواہ ہیں کہ کاکتیہ عہد کی شاندار یادگاریں ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے پہاڑی قلعے قرون وسطی کے ملکی کشمکش اور مرہٹوں کی کھوئی ہوئی یا ان کے بعض خانہ جنگیوں کی عبرت انگیز تصویریں ہیں بہمنی اور قطب شاہی سلاطین کے فتوحات کے بعد مسلم ہندو تمدن کے ساتھ نظر آئی خو دکھن۔ بہمنی حکومت کا قیام اور اس کے شکست و ریخت پر اس کے عادل شاہی احمد نگر کے نظام شاہی بیدر کے برید شاہی برار کے عماد شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی فرماں رواؤں نے یکے بعد دیگرے ملک دکن کو تمدن کا مرکز بنایا۔ قطب شاہی دور کے قومی نشان میں سے رکاب تخت و قطب شاہی ریاستوں کا لشکر و خاندان کے باہمی تنازع پر سوقت متحد ہو ریاست وجیانگر کا سقوط اور بعد ازاں بادشاہان مغلیہ کا تمام ہند پر تسلط اور مغلیوں کے زوال پر سلاطین آصفیہ کا حسن تدبر و دور اندیشی اور رواداری اور بالآخر انگریزوں کے ساتھ دوستانہ اتحاد ان تمام واقعات سے ملک کے تمدن اور معاشرت میں جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کی ترجمانی دکنی تہذیب کی ہر دل عزیزی اور اردو زبان کی جادو اثر ترقی سے ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں جنگجو قوموں کے تاخت و تاراج کے علاوہ پرتگالی اور فرانسیسی تجارت پیشہ سیاحوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور پھر ٹوپی سلطان کی کوششوں کے آثار کا بھی جابجا پتہ چلتا ہے۔ لیکن ان دقتوں کے باوجود شاہان آصفیہ کا حکیمانہ تدبر اور منصفانہ شعار ملک کو ہمیشہ خوشحال رکھا۔

سرزمین دکن میں زمانہ قدیم سے علم و ہنر کی سرپرستی چلی آ رہی ہے۔ قطب شاہی دور میں گولکنڈہ اردو اور فارسی شعر و سخن کا مسکن رہا۔ اسی طرح دیگر بہمنی ریاستوں نے بھی اپنے عروج کے زمانہ میں علم کی اچھی خدمت کی۔ دور دور سے عالم و فاضل چلے آئے اور اپنی قابلیت کا صلہ پائے۔ ظہوری و ملا وجہی کی شہرۂ آفاق تصنیفات اسی قدر شناسی کے خوشہ چیں ہیں۔ آخری دور ختم ہونے پر شاہان آصفیہ باوجود جنگی و سیاسی مصروفیتوں کے بذات خود شعر و سخن کے سرپرست بن گئے۔ حضرت غفران مکان کو اردو شاعری میں بڑا درجہ حاصل تھا۔ موجودہ عہد میں حضرت سلطان العلوم سلطان الشعراء نے ملک دکن کو دنیائے علم میں جس اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچایا ہے اس کا ثبوت قیام جامعہ عثمانیہ و دیگر شعبات حکومت عثمانی کی شہرت سے عیاں ہے۔ سلطنت آصفیہ کا بانی شہنشاہیت کے ساتھ مخلصانہ اتحاد نہ صرف اقلیم ہند کو زمانہ امن میں ترقی کے راستہ پر چلانے پر میں ممد و معاون رہا ہے بلکہ ہر جنگ میں فتوحات بنا کر موجودہ عالمگیر تاریکی کے دوران میں امید دیتے ہیں۔ چند دنوں کو فتح و نصرت کی طرف آگے بڑھا رہا ہے۔

اس مبارک سرزمین میں قدیم دراوڑی اقوام کی اولاد جیل دور حضرت مسیح علیہ السلام کے آریائی نسل کے ہندو خصر حدود کے پارسی نصرانی یہودی جین سکھ وغیرہ حتی کہ افریقی و دیگر بلی اقوام کے نمائندے بھی ملک کے مسلمان عرب ترکمان افغان اور ایرانیوں کے ساتھ شیر و شکر کی طرح مل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ قابل تقلید اتحاد زیر پرچم آصفی ہمیشہ برقرار رہے۔ آمین۔

اشتہار۔ مجریہ عدالت دیوانی بلدہ سرکار عالی

مورخہ ۱۷ خورداد سنہ ۱۳۵۰ف

نمبر مقدمہ ۳۳۰ بابت سنہ ۱۳۴۹ف باجلاس عالیجناب مولوی محمد علی صاحب انصاری۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ناظم اول

گوپی کشن وغیرہ ڈگریداران

دعوے اجرائی ڈگری

بنام اقبال احمد وغیرہ مدیونان

بنام اقبال احمد ولد امیر اللہ حسینی صاحب۔ قوم مسلمان عمر ۳۰ سال پیشہ ملازمت محکمہ مشتہری حال ساکن محلہ اردو

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے لیکن تمہارا پتہ نہ چلنے کی وجہ جاگیل واپس ہوئے اس لئے بذریعہ اشتہار تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۱۴ خورداد سنہ ۱۳۵۰ف بوقت ۱۰ ساعت اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر اگر کوئی وجہ کہنے ہو تو پیش کرو کہ کیوں تم کو گرفتار نہ کیا جائے بصورت غیر حاضری تمہاری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۴ خورداد سنہ ۱۳۵۰ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط۔

دستخط	شرح دستخط
صیغہ دار	سررشتہ دار

صنعت و تجارت ریڑھ کی ہڈی میں

اورینٹ ٹیل ورکس کے افتتاح پر ارشاد شاہانہ

حیدرآباد، ۱۳ خورداد ۔ آورینٹ ٹیل ورکس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر خدمت شاہانہ میں جو سپاسنامہ پیش کیا گیا تھا حضرت بندگانِ عالی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ۔

احمد علاؤالدین و دیگر اکان آورینٹ ٹیل ورکس خواتین و حضرات ۔

آج اورینٹ ٹیل ورکس کا افتتاح کرتے ہوئے مجھے بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں اور کارخانے کے منتظمین کو ان کی حب الوطنی اور مستعدی پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے میرے ممالک محروسہ میں ایک ایسا اہم صنعتی کارخانہ قائم کیا ۔ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ اس کارخانے کے قیام میں میری حکومت نے بڑی مدد اور رہنمائی کی ۔

موجودہ زمانہ میں صنعت و تجارت ہر مملکت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں اور جو لوگ ہماری صنعتوں کا مدد دیتے اور تجارت میں توسیع کرتے ہیں وہ مملکت کے سرمایہ میں اضافہ اور [illegible] استحکام میں تقویت پیدا کر کے مملکت کی ایک خدمت بجا لاتے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس قسم کی کوششوں کو میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میری حکومت اس اسکیم پر جیسی صنعتی توسیع سے متعلق ہر معقول اسکیم میں سابق کی طرح آئندہ بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہے گی اور مشورہ اور سہولتیں بہم پہونچائے گی ۔

برساتی کیڑے

لیکن اس موقع پر مجھے ایک بات کی تاکید کردینی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ صنعتی تیز رفتاری کی وجہ سے اس کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ بعض لوگ جلد دولت بنانے کی خواہش میں اپنا سرمایہ عجلت کے ساتھ ایسے غیر مستحکم اور عارضی کارخانوں میں لگا دیں جو آج کل کے حالات میں برساتی کیڑوں کی طرح پیدا ہوگئے ہیں ۔ اور اس طرح نقصان اٹھائیں اور مایوس ہوں ۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ اپنے سرمایہ کو ان کھوکھلی صنعتوں میں لگاتے ہوئے تامل کریں گے جو مضبوط بنیادوں پر قائم ہوں اور جن کا وجود بعد جنگ بھی کے لئے بھی ضروری ہو ۔ یہ آپ کا کام ہے کہ ایسی مضبوط اور کامیاب صنعتوں کی تعمیر کریں جن کی بدولت ایک طرف تو سرمایہ صحیح راستے پر لگ جائے اور دوسری طرف سرمایہ لگانے والوں کو بھی فائدہ حاصل ہو ۔ موجودہ خوشحالی کے زمانہ میں میں کارخانہ داروں کو مشورہ دونگا کہ بعد جنگ مسابقت کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ صرف کافی سرمایہ محفوظ رکھیں بلکہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کامیاب صنعت کی بنیادی ایسی بنیادوں پر ہے کہ جس کے ایک سبب یہ ہے کہ مزدوروں میں قناعت پیدا ہو اور کارخانے کو ان کا تعاون حاصل ہو اور نیز ان کے لئے زندگی اور کام کی ایسی سہولتیں بہم پہونچائی جائیں ۔

جنگ کے بعد ۔ حضرت جنگ نے مادی دولت کی عظیم بربادی کے ساتھ تمام ملکوں اور مملکتوں کی معاشی بنیادوں کو متزلزل کر دیا ہے اور جنگ کے بعد ہم سب نے اپنی خوشحالی کی دوبارہ تعمیر ایک بہت اور کٹھن منزل ہوگی ۔ ابھی سے اس کام کا خاکہ انتہائی احتیاط اور پیش بینی سے تیار کر لیا جانا چاہئے ۔ اور ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی پوری قوت اور اپنے کل ذرائع اس کے لئے وقف کر دیں ۔ میں حیدرآباد کے کارخانہ داروں سے متوقع ہوں کہ وہ اس اہم فرض کی ادائی میں مدد دیں گے ۔ ہماری خوشحالی کی دوبارہ تعمیر ایسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم متحد ہوں کیونکہ شکست کے سلسلہ میں یہ سمجھے کہ ہماری کامیابی تباہی میں جسٹیفائی گی ۔ اس لئے جنگ کا نتیجہ ہی گویا خود زندگی کی شکست سے اور فتح حاصل کرنا ہمیں اپنی بقا کے لئے ضروری ہے ۔

صنعتی اجتماع کی توقع ۔ میں اپنے سلطنت کے تمام تمہ پر بھلے ہوئے میں نے برطانوی حکومت کے حلیف اور وفادار کی حیثیت سے سابق جنگ میں ہر طرح مدد کی ہے اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ حضرت موقع جس پر ہم یہ ادا سے کو ملی اعتقاد تھا آلات فوجی بین کی طرف معاون ورزیاں [illegible] امید ہے کہ اس نتیجے کی شکل میں ایک عظیم الشان صنعتی دنیا کی شکل میں نمودار ہوگی ۔ جس کی بدولت ایک عظیم تمدنی اور مادی ترقی کے دور کا آغاز ہوگا ۔ ہر جنگ کے بعد عارضی طور پر سماجی بے چینی کی حالت پیدا ہو کر تی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی متحدہ کوششوں اور انفرادی اور وقت عمل سے اس پر غالب آئیں ۔ آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے سب سے پہلے جس چیز کی خوشی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مزدوروں کی فلاح و بہبود ہے ۔ اس لئے مملکت محروسہ کی خوشحالی میں آپ جو حصہ ادا کر رہے ہیں اسے دیکھ کر میں خوش ہوں اور میری یہ تمنا ہے کہ آپ اپنی کوششوں میں کامیاب رہیں ۔ [illegible]

اشتہار حاضری ملزمان منجانب محکمہ عدالت دیوانی ضلع تلنگانہ

واقع ۱۴ خورداد ۱۳۵۶ف

نمبر مقدمہ [illegible] بجرم [illegible] ۔ اجلاس منصفی [illegible]

[illegible] علاقہ [illegible]

مستغیث

ڈاکٹر [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] پیشہ [illegible] مقیم [illegible] جاگیر متعلقہ [illegible] ۔

ملزم

مدیون [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] عمر [illegible] سالہ پیشہ مزدوری ساکن [illegible] جاگیر متعلقہ [illegible] ۔

[illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] عمر [illegible] سالہ پیشہ مزدوری ساکن [illegible] جاگیر متعلقہ [illegible] ۔

ہرگاہ عدالت ہذا سے تمہارے نام سمن جاری ہوا لیکن تمہارا پتہ نہیں چلا اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ [illegible] بوقت [illegible] بجے روز [illegible] حاضر عدالت ہو کر جواب دہی کرو ورنہ [illegible] کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی ۔ آج بتاریخ ۱۴ خورداد [illegible] میری دستخط اور مہر عدالت سے اشتہار ہذا جاری کیا گیا ۔

دستخط [illegible] مہر عدالت

اعظم پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام ... (عثمانیہ) دفتر ... سے شائع ہوا